ندائے غائبانہ

سید احمد الدین گانگوی الحنفی

نحمده و نصلی علی حبیبہ الکریم

گواس مسئلہ کی تحقیق کما حقہ علماء کرام کثر اللہ تعالیٰ امثالھم نے اپنی تصنیفات میں بخوبی کر کے اس فریضہ سے سبکدوشی حاصل کر لی ہے۔مگر چونکہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ جیسا کہ باقی مسائل متنازعہ فیہا میں تصنیف ہو چکے ہیں مرتب نہیں ہوا حالانکہ زمانہ حال کے ملاحدہ ملاعنہ نے تکفیر مسلمانانِ عالم کے لیے نداء غائبانہ کو نہایت زہریلا اور خطرناک حربہ قرار دے رکھا ہے جس پر ان کے ناپاک مذہب کا دارومدار ہے ازیں وجہ یہ رسالہ تحریر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

نداغائبانہ کا معنیٰ ہے غائب کو پکارنا۔یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی جیسا کہ ان ملاحدہ کی تصنیفات میں موجود ہے ملاحظہ ہو فتوی فضول لاثانی وغیرہ۔اور اس نداء غائبانہ کو اسی فتویٰ کے اسی صفحہ وسطر میں ان ملاحدہ نے شرک وکفر قرار دیا ہے۔جس کا حاصل یہ ہے کہ نداء غائبانہ مخصوص بذات الٰہی جل جلالہ ہے یعنی دور سے اگر پکارا جائے تو صرف اللہ ہی کو پکارا جائے دیگر کسی کو اگر دور سے پکارا گیا تو شرک وکفر ہوگا۔اب ان سے ہمیں پوچھنے کا حق حاصل ہے کہ کیا تمہارا خدا غائب ہے یا دور ہے ہمارا بلکہ تمام ملکوت السموات والارض کا پروردگار عالم خالق الکل جل جلالہ تو قرآن پاک میں فرماتا ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ O (سورۃ ق،١٦) وھو معکم اینما کنتم ۔ ان اللہ معنا اور حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں انکم لاتدعون غائبا و لا اصم (فتوی فضول لاثانی،ص۹۔۸)

جن سے ثابت ہے کہ پرودگار عالم جل جلالہ نہ غائب ہے نہ دور اب اگر ان ملاحدہ کا خدا کوئی اور ہے تو جھگڑا ختم اور اگر وہی پرودگار ان کا بھی خدا ہے تو اس کو غائب یا دور قرار دینا نصوص قطعیہ یعنی قرآن وحدیث کا صریح انکار ہے۔شرح عقائد وغیرہ کتب کلام میں ہے ورد النصوص بأن ینکر الاحکام التی دلت علیہ النصوص ـــ کفر۔

الحاصل نداغائبانہ نہ شرک ہے اور نہ کفر کیونکہ شرک کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی شخص کو الوہیت یعنی وجوب الوجود میں اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینا جیسا کہ مجوس یا کسی شخص کو مستحق عبادت سمجھنا جیسا کہ

بت پرست شرح عقائد نسفیہ میں ہے الاشراك هو اثبات الشريك فى الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الا صنام

(شرح عقائد نسفیہ ص ۶۱)

اور ظاہر ہے کہ جو شخص حضورِ اکرم ﷺ کو بلفظ یا رسول اللہ ﷺ یا اولیاء کرام کو خواہ بقید حیاۃ ہوں یا مقبور نزدیک ہوں یا دور ان کا نام لے کر بحرف یا پکارتا ہے تو انکو نہ واجب الوجود قرار دیتا ہے اور نہ ہی ان کو معبود بلکہ بغرض استمداد و استشفاع و توسل پکارا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مستغنی عین البیان ہے کہ سائل مسؤل عنہ سے اسی چیز کا سوال کرتا ہے جو اس کے اختیار میں ہو اور مقربان الٰہی کے اختیار میں صرف توسل اور شفاعت ہے نہ انجاح مرام کیونکہ وہ قبضہ قدرت کاملہ میں ہے اس میں کسی نبی یا ولی وا غیر ھما کی کوئی شرکت نہیں ہے۔

باقی رہا اس ندا کو منادی تک پہنچانا اور اس کا سن لینا سو یہ نہ منادی کے اختیار میں ہے اور نہ ہی منادی کے اختیار میں بلکہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ (سورۃ بروج، ۱۶) جل وعلاشانہ کے قبضہ قدرت میں ہے قرآن شریف میں ہے إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۝ (سورۃ فاطر، ۲۲) بس اگر وہ نہ سنوائے تو نزدیک بیٹھا ہوا بھی نہیں سن سکتا اور اگر سنوا دینا چاہے تو دور کو سنوا دیتا ہے۔ ہاں البتہ ہوا متکفیہ بالصوت عادۃً اسی آواز کو سامع کے کانوں تک پہنچانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن قدرت اس عادت سے بالاتر ہے۔

اگر قدرت چاہے تو ہوا بھی بے کار ہو جاتی ہے اور اگر قدرت چاہے تو ہوا کی ضرورت کیا ہے نمونہ طور ہم اہلِ قبور کا زائرین کے سلام کو سننا اور جواب دینا جو صحیح احادیث سے ثابت ہے جہاں سینکڑے من مٹی کے حائل ہوں پیش کرتے ہیں یہاں تو ہوا کا نفوذ بھی ناممکن لیکن سماع موجود۔ ثانیاً نداء غائبانہ کی ممانعت نہ قرآن شریف میں ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں بلکہ ان ملاحدہ کا خود تراشیدہ تصنیف ہے۔ اگر کسی آیت یا حدیث میں نداء غائبانہ کی ممانعت ہے تو پیش کریں فلياتوابها ان كانو صادقين مگر کہاں سے لائیں نداء غائبانہ کا لفظ تو تراش لیا مگر آیت اور

حدیث کس طرح تراش سکتے ہیں۔ البتہ آیات کے معانی کو تحریف کر کے ان میں خود تراشیدہ مضامین داخل کر دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے لیکن یہ داؤ صرف انکے چیلوں چانٹوں تک محدود رہے گا مسلمانان عالم ان فریب اور مکائد سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں ان کی دام تزویر میں پھنسنے کے نہیں

قرآن شریف میں نداء غائبانہ کی ممانعت تو کہیں آئی نہیں بلکہ دونوں قسم نداء یعنی حاضر و غائبانہ کے جواز کا ثبوت البتہ موجود۔ حاضرانہ مثلا وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ ○ (سورۃ ھود،۴۲) وغیر ذلك اور غائبانہ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ○ (سورۃ الحج،۲۷) جسکی تفصیل عنقریب آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں دعا کا لفظ قرآن شریف میں متعدد مواقع پر بکثرت وارد ہے لیکن اس کے معانی بھی متعدد (۱) عبادت یعنی بندگی کرنا (۲) خواندن یعنی بلانا (۳) خواستن یعنی کسی سے کچھ مانگنا۔ جن جن مواقع میں یہ الفاظ وارد ہے وہاں ان تینوں معنوں میں سے جو معنیٰ سیاق وسباق کے مطابق ہو اور علماء تفسیر نے اس معنیٰ کا تعین کر دیا ہو وہی معنیٰ مراد ہوگا نہ یہ کہ ہر جگہ ایک معنیٰ لیا جائے جیسا کہ ملاحدہ کی چال ہے مثلاً آیت سورۃ جن وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ ○ (سورۃ جن،۱۹) یعنی یعبده و یقرء القران تفسیر خازن و مدارک التنزیل یہاں دعا بمعنی عبادت کے ہے اور سورۃ فاطر میں إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ○ (سورۃ فاطر،۱۴) یہاں دعا بمعنیٰ پکارنے کے ہے بقرینہ لا یسمعوا کیونکہ سماع پکارنے پر دلالت کرتا ہے

علیٰ ہذا القیاس تمام قرآن شریف میں جس جگہ دعا کا لفظ ہے ان تینوں معنوں میں سے جو معنیٰ مناسب سیاق کلام کے ہو وہی مراد ہوگا اب اس لفظ دعا کے استناد لغیر اللہ میں تفصیل ہے یعنی دعا بمعنی عبادت لغیر اللہ قطعاً حرام بلکہ کفر و شرک اور دعا کے دوسروں معنوں یعنی بلانا اور مانگنا میں بھی تفصیل ہے یعنی اگر مدعو عند اللہ مذموم ہستی ہے جیسا کہ بت و آگ و پانی وغیرہ معبودان باطلہ تو ان کو نہ کسی حاجت براری کے لیے بلانا جائز ہے اور نہ ہی ان سے حاجت کا مانگنا بلکہ یہ بھی قطعاً

حرام وکفر وشرک اور قرآن شریف میں جس قدر آیات غیر اللہ کو پکارنے یا دعا مانگنے کی ممانعت آتی ہے۔ان تمام آیات کا محمل یہی معبودان باطلہ ہیں جیسا کہ تمام سیر معتبر و هم عن دعا ئهم غافلون میں هم کا مرجع اصنام بتاتے ہیں۔اور اگر مدعو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ومحترم ہستی ہے مثلاً انبیا وشہدا واولیا تو اس میں بھی تفصیل ہے اگر ان حضرات کو مستقل متصرف الامور قرار دے کر دور یا نزدیک سے پکارے یا اسی نیت سے ادنیٰ حاجت براری طلب کرے تو بھی شرک ہے کیونکہ فعال مطلق ذات پاک الٰہی جل جلالہ ہے اس میں کسی کی شرکت نہیں۔اور اگر ان حضرات کو اپنی حاجت براری کے لیے جناب الٰہی میں وسیلہ قرار دے کر جناب میں خود عرض کرے ان سے جناب باری عز اسمہ کے دربار میں انجاح مرام کے لیے عرضکی درخواست کرے خواہ حاضرانہ ہو یا غائبانہ بہرکیف جائز ومشروع نہ اسمیں شرک ہے اور نہ کفر جیسا کہ آیت شریفہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا٥ (سورۃ نساء،٦٤) اس بارہ میں نص صریح ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تائید میں متفق و منطبق ہیں۔غرض جہاں نداء یا دعا نہ جائز ہے تو وہاں مطلقاً ناجائز ہے خواہ حاضرانہ ہو یا غائبانہ اور جہاں جائز ہے وہاں بھی الاطلاق جائز حاضرانہ غائبانہ کا کوئی فرق نہیں۔

غضب تو یہ ہے کہ یہ بے ہودہ گستاخ پارٹی مقربان بارگاہِ الٰہی کو بتوں کے برابر قرار دے کر جو آیات بتوں کے حق میں نازل ہوئیں ان کو انبیاء کرام و اولیاء عظام پر محمول کرتے ہیں حالانکہ انبیاء کرام کے اوصاف حمیدہ قرآن شریف میں جابجا مذکور ہیں اور اولیاء اللہ کے شان میں أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ٥ (سورۃ یونس،٦٢) موجود ہے غرض جس کام کو قدرت سرانجام کرنا چاہئے بہرکیف کرگزرتی ہے خواہ عادت کے مطابق یا خرقِ عادت ۔اور امور میں خرقِ عادت کا ظہور انبیاء کرام سے بطریق معجزہ اور اولیاء عظام سے بطریق کرامت امر یقینی وقطعی ہے اس کا انکار شمس نصف النہار کے انکار کے مترادف ہے نص قرآنی و احادیث رسول ربانی اس کے بالاتفاق مثبت اور علماء اہلِ سنت بلا اختلاف اس کے قائل۔بناء علیہ جو درد

رسیدہ دور سے حضور پاک ﷺ یا کسی ولیِ کامل کی جناب میں محض قدرت کاملہ کے بھروسہ پر استغاثہ یا استمداد کرے تو اس میں نہ کفر ہے نہ شرک بلکہ ایسے استغاثہ کو مستغاثہ کی جناب میں پہنچا دینا بطریق خرق العادۃ قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ شرح برزخ میں ہے وروی فی الاخبار ان الانسان اذا صعب علیه امر فینادی ولیاً من اولیاء الله تعالیٰ فان کان حیا یسمعه الریح فی طرفه عین او یعلم بالکشف و صفاء القلب و ان کان میتاً فیسمعه الملئکة فیعین له با شفاعة عند الله تعالیٰ و علیه المشائخ انتہی (شرح برزخ، وجیز الصراط، ص ۱۰۴)۔۔۔ اور یہ خرقِ عادت یعنی نداء غائبانہ منادی تک پہنچ جانا کبھی منادی کی کرامت سے ظاہر ہوتی ہے اور کبھی منادی کی عظمت کی وجہ سے جیسا کہ نظائر آیت سے ظاہر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اب ہم اس موضوع یعنی نداء غائبانہ کے جواز پر واقعاتی شہادت پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا کہ نداء غائبانہ امر مستحدث نہیں بلکہ عہدِ قدیم سے آجتک بلا نکیر مجوز بلکہ مروج چلا آتا ہے اور اس کے برکات سے خلق کثیر مستفیض و مستفید ہوتی رہی ہے چونکہ کلام کے دونوں طریقوں یعنی نظم و نثر سے اس نداء غائبانہ کا استعمال جاری رہا ہے اسی واسطے دونوں طریقوں کے نظائر ذکر کر دینے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

لیکن چونکہ منکرین کا زیادہ تر حملہ کلمہ یارسول اللہ ﷺ پر ہے جو جب بھی یہ متبرک کلمہ کسی مجلس میں ان کے سامنے استعمال کیا جائے تو ان بدبختوں کو بندوق کی گولی کیطرح لگ جاتا ہے جس سے بے تحاشا شور مچا دیتے اور قائل کو کفر و شرک کے دریا میں غرق کر دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں لہذا دندان شکن جواب دینا سب سے پہلے ضروری ہے۔ جس سے انشاء اللہ تعالیٰ انکے تمام چھکے چھوٹ جائیں گے اور جواب سے لا جواب ہو کر مسکوت و مبہوت زاویہ خاموشی میں بیٹھ جائیں گے۔ حدیث شریف برآیت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ مروی ہے کہ قال رسول الله ﷺ البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی (مشکوٰۃ شریف ص، ۸۷)

تو جو شخص آپ کا نام لے کر آپکو دور سے پکارے گا درود شریف یا کم از کم ﷺ ضرور کہے گا

خواہ بلند آواز سے یا آہستہ اگر یہ نہ ہو سکے تو آپ کو نداء بھی نہ کرے ورنہ بخیلوں میں شمار ہوگا۔ یہ ہے نداء غائبانہ کا قاعدہ اب نداء غائبانہ با قاعدہ جس وقت بھی کیا گیا فوراً حضور کی جناب میں بذریعہ ملائکہ متعینہ پہنچ گیا جیسا کہ حدیث شریف بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغو نی من امتی السلام ۃ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

اور دوسری حدیث میں ہے صلو علی فان صلوا تکم تبلغنی حیث کنتم اور تیسری حدیث کا اخیری فقرہ یہ ہے کہ و من صلی علی نائیاً اُبلغتہ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

ان احادیث صحیحہ کے مابہ الاشتراک سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ جب ہی حضورِ انور ﷺ کی ذات مقدس پر صلوٰۃ یا سلام جس صیغہ سے بھی ہو خواہ بحرف نداء یا نہ بہر صورت ملائکہ متعینہ اس کو جناب کے دربار عالیہ میں فوراً پہنچا دیتے ہیں کسی قسم کا شبہ نہیں

گذشتہ تین چار سال کا ذکر ہے کہ جب شیر وہابیان پنجاب مولوی ثناء اللہ امرتسری پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور وہ اس حملہ کے اثر سے بالکل محفوظ رہا جو کوئی چوٹ بھی اس کے بدن پر نہ آئی تو اطراف سے اس کے بہی خواہاں نے نظم ونثر میں بہت مبارکبادی کی رسم ادا کی جس میں خطاب اور نداء غائبانہ بکثرت تھے تو شیر وہابیان نے علماء وقت کے مواخذہ سے اس طرح مخلصی حاصل کی کہ جب خطاب ونداء غائبانہ کے خطوط ڈاک میں ڈالے گئے اور خطوط میرے پاس پہنچ گئے تو نہ وہ نداء غائبانہ رہا اور نہ خطاب غائبانہ اس میں نہ کفر رہا اور نہ شرک تعجب کا مقام ہے کہ انگریزی ڈاک اور اس کے اہل کاروں پر تو اس قدر اعتبار ہے کہ مجرد خطوط ڈالنے کے مواخذہ سے بچ گئے۔ اور خدائی اہل کار جن کے حق میں رب العلمین کا ارشاد ہے ولا یعصون اللہ ما امرھم پر اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یہ ہے انکی ایمانداری کا خاکہ یعنی جو شخص دور سے مولوی ثناء اللہ کو نداء یا خطاب کرے وہ تو موحد مسلماں اور جو شخص سرور عالم رحمۃ للعالمین ﷺ کو دور سے ندا یا خطاب کرے وہ کافر د مشرک ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا

اور بتوں کے بارے میں انکم و ما تعبدون حصب جهنم وارد ہے۔اب اس قدر تفاوت مراتب کے ہوتے ہوئے مساوی قرار دینا کس قدر بے انصافی وعیاری ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی:

حالانکہ خود جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ ○وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ○وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ○وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ○ (سورۃ فاطر،۱۹۔۲۲) واللہ الهادی ثالثاً ان ملاحدہ کی نداء غائبانہ کے کفر وشرک ہونے کے لیے بڑی سے بڑی دلیل یہ ہے کہ غائبانہ کرنے سے منادیٰ کو حاضر و ناظر قرار دیا جاتا ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا منجملہ صفات مختصہ باری تعالیٰ کے ہے جب غیر کے لیے ثابت کیا گیا تو صریح شرک و کفر ہوگا اس کے جواب میں ہم لکھتے ہیں کہ اسماء الٰہی جس طرح توقیفیہ ہیں اس طرح صفات باری تعالیٰ مختصہ بھی توقیفیہ ہیں اور حاضر و ناظر نہ اسماء حسنیٰ میں داخل ہیں اور نہ صفات مختصہ میں صفات مختصہ کہنا دعویٰ بلا دلیل ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔اسی وجہ سے بعض فقہاء جناب باری تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا کفر کہتے ہیں جیسا کہ درالمختار میں موجود ہے اور شامی نے بعیدہ تاویلیں کر کے اس کفر کو ہٹایا مگر کفر کے ہٹ جانے سے اصل معاملہ کا جواز ثابت نہیں ہوسکتا ۔جب تک دلیل مستقل نہ پائی جائے ۔ و این الدلیل تو جب اتصاف ذات باری جل ذکرہ بوصف حاضر و ناظر غیر متحقق ہے تو ان کو صفات مختصہ سے شمار کر کے غیر کے لیے ثابت کرنے سے شرک و کفر کا حکم جڑ دینا بناالفاسد علی الفاسد ہے اور فی الحقیقت بات یہ ہے کہ یہ حاضر ناظر یا کلی و جزوی وغیرہ منجملہ ان الفاظ کے ہیں جنہیں ان ملاحدہ زنادقہ الوقت نے مسلمانانِ عالم کو دھکیل کر کفر کے گڑھے میں ڈالنے کے لئے تراش کئے ہیں ورنہ جو مسلمان خاص ہو یا عام جب ہی اپنی کسی درد کی پکار حضور پاک ﷺ یا اولیاء کرام کی جناب میں بلفظ یارسول اللہ یا ولی اللہ عرض کرتے رہے تو اسوقت حاضر و ناظر کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو جناب الٰہی جل جلالہ کی عنایات پر مکمل بھروسہ ہوتا ہے کہ یہ دردمندانہ پکار ان حضرات کی خدمت میں ضرور پہنچ

جائے گی اور فی الواقع اس میں وہ لوگ حق بجانب بھی ہیں کیونکہ حدیث قدسی بروایات ثقات مروی ہے بلفظ لا یزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احبہ فاذ احببتہ کنت سمعہ و بصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش وبی یمشی وبی ینطق جب مقربان بارگاہ الٰہی کی یہ حالت ہوئی کہ بوجہ کثرت عبادات کے فانی ہوکر باقی بہ بقا الٰہی ہوجاتے ہیں توان کے تمام افعال جواعضاء ظاہری کے متعلق تھے سب اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتے ہیں۔تو نداء غائبانہ سن لینا بھی اسی قبیلہ سے ہوگا۔

حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی جب اس بے ہودہ فرقہ کے کفر وشرک کا طمطراق دیکھا جاتا ہے بات بات میں شرک اور کفر جڑ دینا انکا مذاق ہے۔اسلام کے احاطہ کے یہ واحد ٹھیکہ دار ہیں کس کو داخل یا خارج کرنا انہیں کے ہاتھ میں ہے جو شخص ان کا ہم عقیدہ ہوا اس کو داخل کردیتے ہیں خواہ وہ اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہ رکھتا ہو اور جو مسلمان ان کے عقائد باطلہ کے برخلاف ہو اگرچہ فی نفسہٖ پکا موحد متقی بھی ہو اس کے بازو سے پکڑ کر احاطہ اسلام سے باہر کردیتے ہیں عوام مسلمانوں کو اپنے پھندے میں پھنسانے کے لیے بے شمار دام تزویر تیاری کیے ہیں منجملہ ان کے نداء غائبانہ سے حاضر وناظر گھڑ لیا اور پھر حاضر وناظر کو مختص بذاتِ الٰہی قرار دے کر ایسے منادی کو کفر وشرک کے رسا سے باندھ لیا۔لیکن سوال یہ ہے کہ ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام جس کی نسبت قرآن شریف سورۃ سجدہ میں ارشاد ہے قُلْ یَتَوَفّٰکُم مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ○ (سورۃ سجدہ،۱۱) کو یہ بد مذہب فرقہ اپنا خدا کیوں نہیں مانتے حالانکہ تمام تفاسیر اس امر پر منطبق ہیں کہ تمام ذی روح کے ارواح کو وہی قبض کرتا ہے اور جمیع اکناف عالم پر اس کی ہر وقت نظر رہتی ہے مشرق سے مغرب تک جنوب سے شمال تک ایک آن میں مختلف مقامات پر پہنچ کر بلا تاخیر اجل مقررہ پورا ہونے سے فوراً روح خود قبض کرتا ہے اور پھر اعوان کے حوالے کردیتا ہے تمام دنیا اس کی نظر میں ہتھیلی کی طرح ہے قال ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ان خطوط ملك الموت ما بین المشرق و المغرب وقال المجاہد جعلت لہ الارض مثل الطشت یتناول منها حیث یشاء (تفسیر خازن)

اور سنیے مولانا جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ می فرمودہ کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ می گفتند کہ زمین مدِ نظر ایں طائفہ چوں ذرہ است و ما بگویم چوں روئے ناخن اشت ہیچ چیز از نظر یشاں غائب نیست (وسیلہ جلیلہ، ص ۱۷۷)

جب اولیاء کو یہ منصب حاصل ہے تو نداء غائبانہ یا حاضر و ناظر کیوجہ سے تکفیر کہاں گئی۔ اب واقعاتی شہادات پیش کیے جاتے ہیں جن سے ناظرین کو تسلی کرنے میں دقت نہ ہو اور چونکہ اس شہادت کے دو پہلو ہیں نظم و نثر لہٰذا دونوں کا ذکر کرنا مناسب ہے۔ پہلے نثر کو لیتے ہیں بعدہ انشاء اللہ تعالیٰ نداء غائبانہ منظوم کا ذکر ہوگا۔ ان شہادات کو نظائر سے تعبیر کیا جائے گا

نظیر اول:

التحیات جو ہر نماز لیلی ہو یا نہاری، نفلی ہو یا فرضی، سنت ہو یا واجب میں کہیں ایک دفعہ اور کہیں دو بار ضرور پڑھا جاتا ہے بلکہ نماز کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے کوئی نماز نہیں جو اس کے بغیر ادا کی جاتی ہو اس میں السلام علیک ایھا النبی جو کہ خطاب اور نداء پر مشتمل ہے موجود حالانکہ یہ دونوں چیزیں یعنی نداء و خطاب حاضر سے مخصوص ہیں گو التحیات کے باقی الفاظ میں روایات کا اختلاف ہے جیسا کہ صحیحین میں بروایت عبد اللہ بن مسعود یہی الفاظ ہیں جو مذہب حنفیہ میں مروج و مستعمل ہیں اور صحیح مسلم میں بعض الفاظ مغائیر اور نسائی میں تفاوتِ یسیر کے ساتھ وارد ہیں۔ لیکن اس کلام یعنی السلام علیك ایها النبی میں ہرگز نہ کوئی تغیر ہے نہ اختلاف بلکہ تمام روایات میں یہ کلام موجود اور حضرت عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں یہ الفاظ التحیات اس طرح پڑھاتے تھے جیسا کہ قرآن شریف کی سورہ پڑھاتے تھے۔ حنفیہ کی منیۃ المصلی سے لے کر جس قدر کتب فقہیہ ہیں تمام اسی التحیات کے وجوب کے قائل اور احادیث کا تو کوئی اندازہ بھی نہیں۔ یہاں خطاب بھی موجود اور نداء بھی خطاب کے لیے تو کاف لفظ مذکور اور ندا کا حرف گو لفظاً محذوف ہے جیسا کہ یُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَـٰذَا ۝ (سورۃ سجدہ، ۱۱) و ایھا الرجل (کافیہ) لیکن نیۃ موجود۔۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ ندا اور خطاب یہ دونوں حاضر سے مخصوص

غائب کو نہ نداء کیا جاتا ہے اور نہ ہی خطاب تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کو حاضر و ناضر قرار دے کر خطاب و نداء کیا جائے۔ اب اگر حاضر ناضر قرار دینا کفر و شرک ہوتا تو نماز جیسی رأس العبادات میں اسکا استعمال ہرگز روا نہ رکھا جاتا حالانکہ ائمہ مجتہدین مذاہب اربعہ واتباع ایشاں و علماء محدثین وفقہا محققین میں سے کسی سے بھی منقول نہیں کہ یہ الفاظ شرکیہ ہیں نماز تو بجائے خود خارج از نماز بھی ان کا استعمال کفر یا شرک ہے۔ اب یہاں منکرین ملحدین مذبوحی حرکت کی طرح والہانہ چند شبہات پیش کرتے ہیں ان کا جواب بھی سن لیجئے۔

شبہ اول:

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور انور ﷺ کے انتقال کے بعد خطاب کو ترک کر کے السلام علی النبی کہا کرتے تھے اگر آپ کو حاضر ناظر جانتے تو خطاب کو کیوں ترک کرتے اب اس کا جواب اولاً یہ کہ یہ روایت دوسری روایات کے مخالف ہے اور روایت شاذہ بہ نسبت روایات مشہورہ کے متروک ہوتی ہے جیسا کہ علامہ قسطلانی نے اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے وفیہ ان ھذہ الروایۃ مخالفۃ للروایات الاخر فانھا لیس فیھا ھذا لحرف ۔ ثانیاً اس تغییر کے لیے نہ آپ نے حکم دیا ہے اور نہ صحابہ نے اس کو قبول کیا ہے جیسا کہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے رسالہ نور الایمان بزیارت اثار حبیب الرحمان میں لکھا ہے اور علامہ قسطلانی لکھتے ہیں علی ان ھذا التغییر لیس من تعلیم النبی ﷺ حیث قال ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ قلنا السلام علی النبی۔

ثالثاً حضورِ اکرم ﷺ کے حین حیات اس تغیر کا حکم نہ ہوا اور نہ ہی حضرت ابنِ مسعود نے اس خطاب کے چھوڑنے کا مشورہ دیا حالانکہ اس وقت تمام نمازی ہر نماز میں حضور کے سامنے نہیں ہوتے تھے بلکہ سیکڑوں کوسوں دور و سفر دراز میں ہوتے وقت بھی اس تشہد میں خطاب کو معمول رکھتے۔ بس اسی قدر سے ہمارا مدعا حاصل۔

شبہ دوم:

کہتے ہیں کہ یہ خطاب ونداء بغرض اسماع نہیں بلکہ بطور اخبار وحکایۃ واقعہ مراجعیہ کے ہے یعنی یہی الفاظ معراج کے موقعہ پر استعمال کیے گئے تھے اب نماز میں وہی الفاظ بطور حکایۃ و اخبار پڑھے جاتے ہیں ان سے انشاء وسلام ہرگز مقصود نہیں اور وجہ اس کی یہ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں کسی شخص کو نداء یا خطاب کرنا مفسد نماز ہے جیسا کہ کتب فقہ میں صریحاً موجود ہے۔ اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ حکایت کے لیے محکی عنہ کا ہونا ضروری ہے ورنہ حکایۃ ناممکن یہاں محکی عنہ یعنی واقعہ معراجیہ کے لیے مکمل ثبوت چاہیے اور ثبوت کے لیے آیت قرآن شریف یا صحیح حدیث مرفوع متصل پیش کرنی چاہیے صرف معراجناموں کے قصوں پر اعتماد نہیں ہوسکتا۔ یہاں ایک منصف وہابی کا قول نقل کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مولوی غلام اللہ قصوری جو فاسد العقیدہ ہونے میں ضرب المثل تھا اور اس نے اپنے رسالہ تحقیق المرام میں لکھا ہے کہ ایسا ہی بعض ادعیات حکایۃ ہی ہیں جیسا کہ التحیات کیونکہ اگر حکایت نہ ہو تو التحیات میں نداء و خطاب واقع ہے جیسا کہ السلام علیك ایھا النبی اور خطاب حاضر کو ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ حاضر نہیں بلکہ (نقل کفر کفر نباشد) حیات ہی نہیں اگر اس کو حکایت شب معراج کا پڑھنا مقرر کریں تو اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں ایک خطاب غیر موقعہ دوم کلام فی الصلوۃ یہ مفسد صلوۃ ہے اس واسطے علماء نے تصریح کی ہے کہ اس کا پڑھنا حکایۃ ہے اس مسئلہ کو شیخ عبدالحق نے اپنی تصنیفات میں مصرح لکھا ہے۔ اس کی تردید میں مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری نے کتاب لکھی ہے جس کا نام تضحیک الانام علی تحقیق المرام ہے گو مولوی صاحب موصوف ہیں تو خاندانی وہابی لیکن متعصب نہیں بلکہ قوۃ دلائل کو دیکھ کر بات مان لیتے ہیں چنانچہ اس کتاب کے ص ۱۵۵ میں قصوری کے قول مذکورہ کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ملا صاحب آپ کو اور شیخ عبدالحق کو کیونکر معلوم ہوا کہ شب معراج میں بطور راز و نیاز کے الفاظ التحیات کے پڑھے گئے تھے اور اب تمام امت کو بطور حکایت پڑھنے کا حکم ہے۔ شاید آپ اور شیخ صاحب اردلی میں آنحضرت کے ساتھ گئے ہوں گے چشمدیدہ حال آپ بیان کرتے

ہیں ورنہ اس قصہ کی صداقت پر کوئی سند معتبر لائیں مگر اتنا خیال رہے کہ کتب متداولہ اور احادیث کا حوالہ دیا جاوے ورنہ شیخ جیسے متاخرین کا قول سند نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ قصہ بالکل غلط ہے کسی محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا ایسی بے اصل بات کا نقل کرنا گویا اللہ اور رسول پر بہتان باندھنا ہے پھر لکھتے ہیں کہ ملا صاحب نے کسی معراجنامہ پڑھنے والے سے آپ تو صحاح پر عمل کرنے والے ہیں کسی صحیح سند سے ثابت کیجیئے، نہ ہو سکے تو روایت حسن یا ضعیف ہی لایئے یہ قصہ سن کر نقل کر دیا ہے اور دل میں سمجھ لیا (افواہ خلق نقارہِ خدا) ایسی مشہور بات کی کچھ تو اصل ہو گی صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہم لوگونکو قرآن مجید کی طرح التحیات سکھلاتے اور ہم آنحضرت کے ایام حیات میں السلام علیك ایھا النبی کہتے تھے اور بعد وفات کے السلام علی النبی کہنے لگے بھلا اگر صحابہ کرام بہ سبیل حکایت پڑھتے ہوتے تو کاف خطاب کیوں ترک کرتے نقل میں تصرف جائز نہیں ہوتا۔ باقی جواب یہ ہے کہ جو لوگ بعد رحلت حضرت رسالتماب کے السلام علی النبی بغیر کاف خطاب کے پڑھتے تھے ان پر کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا۔ نہ غائب کو خطاب نہ کلام فی الصلوۃ۔ البتہ یاران نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لوگ بایام قیام دنیا اور نیز بعد از رحلت بملاء اعلیٰ کاف خطاب سے السلام علیک کہتے رہے ان پر آپ معترض ہو سکتے ہیں۔ پس ان کا جواب یہ ہے کہ بے شک نماز میں کلام کرنا منع ہے مگر جہاں اللہ اور رسول کا حکم ہو وہاں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ وہ بولنا ہی عین عبادت ہے اور پھر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز میں یا خارج از نماز بوقت درود یا سلام کے رسول اللہ ﷺ کو حکما مخاطب سمجھے تو بے شک جائز ہے ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت خطبہ منبر پر چڑھ کر صحابہ کبار کی ایک جماعت کے روبرو لوگوں کو التحیات پڑھنا بتلایا اور اس میں لفظ السلام علیک سکھلایا یا کسی صحابی نے اس پر انکار نہ فرمایا گویا تمام صحابہ کا اس پر اتفاق و اجماع ہوا۔ انتھے مع ادنی اختصار۔ جائے حیرت ہے کہ مکمل وہابی جن کے مذہب کا دائرہ صرف اسی نداء غائبانہ کلام اور حاضر ناظر جاننے کو کفر و شرک قرار دینا ہے وہ بھی یہاں دلائل قویہ و براہین صریحہ کے محاصر میں آ کر اسلحہ ڈال بیٹھا اور

مقام تسلیم میں آ کر صاف اقرار کر دیا کہ حضور کو صلوٰۃ وسلام کے ضمن میں نداء غائبانہ وخطاب بلا شک وارتیاب جائز ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا خارج از نماز بلکہ اس کو اجماع صحابہ جو اعلیٰ قسم کا اجماع ہے جس کا منکر کافر ہو جاتا ہے قرار دے کر قصوری بدمذہب کی مٹی پلید کر دی۔ لیکن یہ ملحد فرقہ جو مذہب حنفیہ میں داخل ہونے کے مدعی ہیں اس کے دلوں پر حضور ﷺ کی عناد وعداوت نے ایسا گھیرا کر رکھا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ کہنا تو درکنار سننا بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

اور مولوی غزنوی صاحب نے جو آپ کو حکماً مخاطب جائز ہونیکی تقیید لگائی ہے یہ محض اپنے مذہب کی لاج رکھنے اور ہم مذہبوں کی جھاڑ سے بچنے کے لیے ورنہ حضور پاک ﷺ حقیقی مخاطب اور حقیقی منادی بنداء غائبانہ وحاضرانہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ علماء اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضور زندہ بحیات دنیوی حسی ہیں اور ہر جگہ تشریف فرما ہوتے ہیں مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۴۴۷ میں ہے بدانکہ حیات انبیاء متفق علیہ است میاں علماء ملت وہیچ کس را خلاف نیست دراں کہ آن کامل تر وقوی تراز وجود حیات شہداء ومقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آن معنوی اخروی ست عند اللہ وحیات انبیاء حسی دنیاوی ست واحادیث واثار دراں واقع شدہ۔۔۔ اور اسی کتاب کے ص ۴۵ میں ہے اگر بعد ازاں گویند کہ حق تعالیٰ جسد را حالتے وہ قدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشدہ خواہ بعینہٖ یا بامثال خواہ برآسمان یا برزمیں وخواہ در قبر شریف یا غیر دے نیز صورتے دارد باوجود ثبوت نسبت بقبر در ہمہ حال انتہٰی اور علامہ سیوطی رسالہ تنویر الملک میں لکھتے ہیں فحصل من مجموع هذه النقول والاحاديث ان النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه وانه يتصرف ويسير حيث شاء في اقطار الارض وفي الملكوت انتهى۔ (رسالہ تنویر الملک)

مگر یہ غنیمت کہ ایسے خاندانی وہابی سے ایسے الفاظ صادر ہوں جو ان کے مذہب کو ہباء منثور یا چکنا چور کر دیں ورنہ علماء اہلِ حق کی تصریحات زائد الحد موجود ثانیاً کتب فقہ حنفی میں بالتصریح مذکور ہے کہ نماز میں الفاظ تشہد کو بقصد انشاء پڑھا جائے نہ بہ نیت اخبار وحکایت جبکہ درالمختار میں ہے و يقصد بالفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الانشاء كانه يحي الله تعالىٰ و يسلم

علی نبیه وعلی نفسه و اولیا ئه کا لا خبار عن ذلك ذکرہ فی المجتبی (درالمختار)

اور شامی میں ہے لا یقصد الاخبار و الحکایة عما و قع فی المعراج منه ﷺ من ربه سبحانه ومن لملائکة انتہی (فتاوی شامی)

اس طرح مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ومعراج الدرایۃ ونہرالفائق شرح کنزالدقائق وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے۔ الحاصل شارع کی جانب سے دو احکام باہم مقابل صادر ہوئے ہیں ایک یہ کہ نماز میں خطاب و نداء بغیر اللہ مفسد نماز ہے یہ حکم عام ہے اور دوسرا یہ کہ حضور پاک ﷺ کو نماز کے آخری حصہ میں خطاب ونداء کیا جائے یہ خاص بحضور ہے اور علماء اصول نے تصریح کی ہے کہ جب حکم عام وخاص کا مقابلہ ہو جائے تو عام سے ماسواء خاص کا مراد ہوتا ہے۔ اس قانون کے رو سے حضور پاک کو نہ نداء کرنا مفسد نماز ہے اور نہ ہی خطاب فحصل التوفیق بحکم نعم الوفیق. ثالثاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ نماز میں آپ کو خطاب کرنا مفسد نماز نہیں جبکہ قسطلانی وزرقانی وغیرہ محدثین لکھتے ہیں کہ آپ کے خصائص کے شمار میں و منها ان المصلی یخاطبه بقوله السلام علیك ایها النبی والصلوة صحیحة ولا یخاطب غیرہ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نمازی نماز میں آپ کو خطاب کرے تو نماز جائز اور اگر حضور ﷺ کے بغیر کسی دوسروں کو خطاب کرے تو نماز فاسد۔ غرض عہدِ اقدس سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام وفقہا ومحدثین اس امر پر متفق ومنطبق چلے آئے ہیں کہ حضور کو نداو خطاب غائبانہ نماز میں بلا شک وشبہ جائز ہے اور ظاہر ہے کہ جو امر نماز میں جائز ہو تو خارض از نماز بطریق اولی جائز ہوتا ہے۔

شبہ سوم

کہتے ہیں کہ یہ امر تعبدی ہے منقول اس طرح ہوا ہے اور امر تعبدی میں صرف انہیں الفاظ منقولہ کے پڑھنے کا حکم ہوتا ہے معنیٰ کے لحاظ نہیں ہوتا اسی کا جواب اولاً یہ ہے کہ صرف امر تعبدی ہونے سے کام نہیں چلتا اس لیے کہ خطاب جائز رکھنے کی روایت تو موجود ہے اب یہ بتاؤ کہ غائب

کو خطاب کا لفظ بولنے کی حرمت یا کراہت پر کونسی آیت یا حدیث ہے پیش کرو عقلی گھڑی ہوئی باتوں کو الگ کر دو۔ ثانیاً یہ کہ ان کلمات طیبات کو امر تعبدی قرار دینا تمہارے زعم کے مطابق بھی غلط ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ امر تعبدی جس طرح منقول ہو اسی طرح اس کو بحال رکھا جاتا ہے اس میں کسی قسم کا تصرف وتغیر جائز نہیں ہوتا اور تم اپنے مزعوم فاسد کے ثبوت میں وہ حدیث پیش کر چکے ہو جس کا مفاد یہ ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے انتقال کے بعد ان کلمات کو متغیر کر دیا یعنی خطاب کو بصیغہ غائب تعبیر کیا کرتے تو معلوم ہوا کہ یہ امر تعبدی نہیں اس کو تعبدی کہنا خلافِ واقع ہے

شبہ چہارم

کہتے ہیں روئے زمین کے امکنہ متعددہ میں ایک ہی وقت میں نمازیں پڑہی جاتی ہیں اور ہر ایک نماز میں نداء وخطاب ہوتا ہے اگر ان سے اخبار وحکایت مقصود نہ ہو بلکہ انشاء ہو تو ایک ذات کا ایک آن میں امکنہ بعیدہ مختلفہ میں حاضر ہونا محالات عقلیہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن عقول پر عداوۃ الرسول کا پتھر پڑا ہوا ہو البتہ ان کے نزدیک یہ امر محال ہو تو ہو ورنہ یہ نداء وخطاب عقول سلیمہ کے نزدیک قطعاً محال نہیں نہ آپکو حاضر قرار دینے کی صورت میں اور نہ ہی غائب قرار دینے کی صورت میں۔ غائب کی صورت میں تو ظاہر ہے کیونکہ عام طور دور کے رہنے والے غائبین کی طرف خطوط لکھے جاتے ہیں اور ان خطوط میں نداء بھی ہوتا ہے اور خطاب بھی لیکن ان خطوط کے پہنچ جانے کے بھروسہ پر یہ امر معیوب سمجھا جاتا ہے اور نہ ارتکاب محال اور اس ندا وخطاب کا حضور تک پہنچ جانا بھی متیقن ہے خواہ بلا واسطہ یا بلواسطہ ملائک جیسا کہ احادیث صحیح سے ثابت ہو چکا ہے تو یہاں کوئی تعذر ہے نہ اشکال۔ اور آپ کو حاضر قرار کی صورت میں اس واسطے کو علماء محققین نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام حالات و واقعات میں نصب العین مومنان و عابدان کے ہوتے ہیں یعنی آپ مومنان و عابدان سے کسی وقت غائب نہیں ہوتے جیسا کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری زئی شریف والے کے پیر ومشد حضرت خواجہ شاہ احمد سعید صاحب قدسنا اللہ

تعالیٰ باسرارہ الاقدس آپنے رسالہ تحقیقمیں ارشاد فرماتے ہیں وجہ خطاب آنکہ تا حضرت ﷺ همیشه نصب العین مومنانو قرۃ عین عابدان باشد در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است کما بینہ الشیخ فی ترجمۃ المشکوۃ

(الحق المبین، ص ۳۰)

ناظرین کو واضح ہو کہ یہ حضرت شاہ صاحب اس ملحد فرقہ کے سرغنہ کے دادا پیر ہیں۔

اس مدعا کے اثبات کے لیے گو علماء محققین ہر چہار مذہب کی تصریحات بکثرت موجود لیکن مدمقابل چونکہ ملحد بے دین ہیں جو مقتدایان اسلام کے اقوال ان کے پیش کرنے گدھے کے گلے میں لولو وجواہر کا ہار پہنانے کے مترادف ہے۔ لہٰذا انہیں کے قول کو پیش کر دینا انسب ہے۔

از برائے کار سفلہ می باید فرست

خاک چوں در سر فتد با خاک بیروں می شود

مذہب وہابیہ کا مجدد اعظم نواب صدیق حسن خان نے مسک الختام شرح بلوغ المرام کے ص ۲۴۴ میں تحت السلام علیک ایہا النبی کے وجہ خطاب میں تین امور کہے ہیں ان میں سے پہلا تو وہی وہابیانہ طریقہ یعنی حکایۃ واقعہ معراجیہ اور دوسرا بعینہ یہی عبارت جو حضرت شاہ صاحب قبلہ نے شیخ صاحب سے نقل کی ہے لکھ دی اور تیسرا امر جو سب سے اعلیٰ واحلی ہے اور نواب موصوف کا بھی نہایت پسندیدہ ہے وہ یہ ہے کہ لکھتے ہیں "بعضی از عرفاء قدس سرہم گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنے آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد آرے شعر:

درراہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست می بینمت عیان ودعا می فرستمت (الحق المبین)

یعنی حقیقت محمدیہ ہر ذرہ موجودات و ہر فرد ممکنات میں سریان کئی ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کے وجود میں حاضر و موجود۔ بس نواب صاحب نے تو ان ملاحدہ کے

ناک کاٹ ڈالی۔اب بھی اگر نہ سمجھیں تو ان کو خدا سمجھائے۔

نظیر دوم:

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ وآذّن فی الناس بالحج یأتوک رجالاً وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق س حج پ ۱۷ اس آیت شریفہ کا شان نزول حسب تصریح علماء التفسیر یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم رب العزت جل وشانہ بنا کعبہ شریفہ کو مکمل کیا تو ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم تمام روئے زمین کے اہل قبلہ کو بلند آواز سے پکار کر سنا دو کہ تمہارے حج کے لیے بیت اللہ تیار ہو چکا ہے۔تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری ندا کہاں تک پہنچ سکے گی۔ارشاد ہوا کہ ندا کرنا تیرا کام ہے اور پہنچانا میرا کام۔تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابوقبیس پر چڑھ کر دونوں انگلیوں کو کانوں میں داخل کر کے بلند آواز سے ندا کیا اور مشرق ومغرب وجنوب وشمال ہر طرف رُخ کو پھیرا اور کہا یا ایھا الناس الا ان ربکم قد بنی بیتاً و کتب علیکم الحج الی البیت فاجیبوا ربکم اس نداء غائبانہ کو نہ صرف موجودین روئے زمین نے سنا بلکہ جو مافی الارحام والاصلاب الی قیام القیامۃ پیدا ہونے والے تھے سب نے سنا۔ان میں سے جس شخص کے نصیب میں حج کرنا مقدر تھا اس نے جواب میں لبیک اللھم لبیک کہا اگر ایک حج مقدر تھا تو ایک دفعہ کہا اور اگر دو حج مقدر تھے تو دو بار علی ہذا القیاس جس شخص کے نصیب میں باوقات زندگانی جس قدر حج کرنے تھے اتنے دفعہ لبیک کہا۔اگر ندا غائبانہ کفر یا شرک ہوتا تو جناب باری عز اسمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے حنیف معلم التوحید کو اس کا ارشاد کیوں فرماتا ان اللّٰہ لا یرضی بعبادہ الکفر اور ابراہیم علیہ السلام جس کے شان میں قرآن فرماتا وما کان من المشرکین کیوں نہ عرض کیا کہ نداء غائبانہ تو شرک ہے میں کس طرح اس کا ارتکاب کرسکتا ہوں تو صاف ظاہر وروشن ہو گیا کہ نداء غائبانہ نہ کفر ہے اور نہ شرک۔

نظیر سوم:

۶ھ میں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں کفار مکہ کے ساتھ صلح کی اور صلح

کے دس سال مقرر ہوئے تو من جملہ شرائط صلح کے یہ بھی تھی کہ ایک فریق نہ دوسرے فریق پر اس میعاد میں حملہ کرے گا اور نہ ہی اس کے خلفاء پر۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے بنی خزاعہ اور قریش مکہ کے حلیف تھے بنی بکر۔ ابھی اس صلح کا ایک سال گزرا تھا کہ ۷ھ میں بنی بکر نے بنی خزاعہ پر حملہ شب خون کر دیا جس میں قریش مکہ نے ان کی خفیہ مدد کی۔ اس سے بنی خزاعہ کو بڑا نقصان ہوا۔ اس کے بیس آدمی مارے گئے۔ تب بنی خزاعہ کے ایک راجز نے اسی رات میں آپ کو پکارا اور آپ سے استغاثہ کیا اور یہ کہا اغیثناہ یا محمداہ تو اس وقت آپ زنانہ میں وضو فرما رہے تھے۔ حضرت میمونہؓ پاس موجود تھی تو آپ نے تین دفعہ لبیک لبیک لبیک کہا حضرت میمونہؓ نے عرض کیا کہ اس وقت آپ کس کو لبیک فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قریش نے بدعہدی کی ہے جو بنی بکر کے ساتھ مل کر خزاعہ پر شب خون کیا۔ خزاعہ کے راجز نے مجھے استغاثہ کیا ہے اس کے جواب میں لبیک کہہ رہا ہوں۔ پھر اس ندا غائبانہ کا اثر یہ نکلا کہ آپ نے فی الفور کفار مکہ پر چڑھائی کر کے مکہ کو فتح کر لیا اور خانہ خدا جو عرصہ سے بت خانہ بنا ہوا تھا اس کو تمام نجاسات اصنام سے پاک کر کے ہمیشہ کے لیے معبد اسلام بنا دیا گیا اور مکہ کو مرکز اسلام قرار دیا گیا۔ یہ ہیں ندا غائبانہ کے فیوضات۔ بتائیے ندا غائبانہ کفر ہے یا کفر توڑ شرک ہے یا شرک توڑ یہ واقعہ عموماً تفاسیر میں بھی ہے اور مولانا مفتی عنایت احمد صاحب نے تواریخ حبیب اللہ کے ص ۱۰۲ میں بالتصریح لکھا ہے۔

نظیر چہارم:

حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج اسلامی لے کر ایران کے کفار کے ساتھ لڑائی شروع کر دی اتفاق سے ہجوم کفار نے لشکر اسلام کو محصور کر لیا۔ قریب تھا کہ کفار غالب ہو کر لشکر اسلام کو نیست و نابود کر دیتے۔ اس وقت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے ممبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اثنا خطبہ میں بآواز بلند فرمایا یا ساریۃ الجبل حضرت ساریہ نے امیر المومنین کی آواز سنا کر پہچان لی اور فوراً سنبھل گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر اسلام کو فتح عظیم حاصل ہوئی اور کفار مغلوب ہو کر سکہ اسلام کو مان کر

اسلام کے تابع ہو گئے اور اس دن سے ایران صدیوں کے کفر و شرک سے پاک ہو کر آج تک اسلامی جھنڈے لہلہا رہے ہیں۔ یہ ہیں نداغائبانہ کے برکات بتایئے نداغائبانہ کفر ہے یا کفر پٹ شرک ہے یا شرک چٹ۔ اب ان ملاحدہ کا فتویٰ جو فضول لاثانی کے نام سے نامزد ہے جس کی عبارت یہ ہے کسی کو دور سے پکارنا اور اس سے سمجھ لینا کہ اس نے سن لیا کفر و شرک ہے اس حکم حضرت امیر المومنین کے کارنامہ سے نسبت دیجیے حیف صد حیف تف برایں اعتقاد۔

نظیر پنجم:

حضرت ابو سعید خدری اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت ابن عمرؓ کا پاؤں سن ہو گیا۔ یعنی پست ہو گیا جس سے وہ بیٹھ گئے۔ تب کسی نے ان سے کہا اذکر احب الناس الیك تو ابن عمرؓ نے کہا یا محمداہ فوراً وہ پاؤں درست ہو گیا اور چل پڑے رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (وجیز الصراط ص ۱۰۸ و نور الانصاف ص ۱۰)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمان بن سعید رضی اللہ عنہ کے تلقین سے حضرت ابن عمرؓ نے یہ نداغائبانہ کیا اور حضرت مجاہد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس کی تلقین سے حضرت ابن عمر نے نداغائبانہ کیا بہر کیف جلیل القدر صحابہ کا اس نداغائبانہ کے عامل ہونے سے صاف ثابت ہوا کہ نداغائبانہ خواہ منادی زندہ ہو یا بعد از وفات مجوز و مروج ہے۔

نظیر ششم:

بعینہ یہی واقعہ یعنی پاؤں سن جانا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے بھی یہی نداغائبانہ یعنی یا محمد کہنے سے شفا پائی (نور الانصاف ۱۰)

نظیر ہفتم:

علامہ جزری کا التزام ہے کہ سوائے روایات صحیحہ کے اس میں ذکر نہیں ہوگا اس میں مذکور ہے اذا انفلتت دابۃ فلیناد سرا عینونی یا عباد اللہ یعنی جب تمہاری سواری بے اختیار ہو جائے تو

اعینوا یاعباداللّٰہ کہو (حصن حصین)

اور دوسری روایت میں ہے وان اراد فلیقل یا عباد اللّٰہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی یا عباداللّٰہ اعینونی (حصن حصین)

یہ کلمات متبرکہ متعدد احادیث سے ثابت ہیں۔ مرفوعہ بھی اور موقوفہ بھی اور بطریق کثیرہ مروی ان طرق میں سے اگر کسی ایک طریق میں ضعف ہو تو یہ ضعف دوسری طریق میں سرایت نہیں کر سکتا۔ علاوہ ان فضائل میں احادیث ضعیفہ بھی قابل عمل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ علماء اصول کا متفقہ اقرار ہے الحاصل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی کسی ویرانہ میں کسی تکلیف سے مبتلا ہو جائے اور اس کے مدد کرنے والا ظاہراً کوئی نہ ہو تو یہ کلمات نداء غائبانہ استعمال کرے۔ کیونکہ خداوند عالم جل جلالہ نے محض اسی کام کے لیے بندے مقرر فرما دیے جو محتاجوں کی حاجت براری کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ اس عمل کو اکابر اُمت نے بارہا تجربہ کیا جو بالکل صحیح ثابت ہوا۔ یہ ہیں نداغائبانہ کے اثرات۔ اگر نداء غائبانہ شرک ہوتا تو آپ اس کی تلقین نہ فرماتے۔

نظیر ہشتم:

جب حضرت سیدالشہداء شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شربت شہادت نوش فرمایا اور باقی اعزہ واقارب کو ظالمین نے مقید کر کے شام کی طرف روانہ کر چلے تو ان اسیروں میں حضرت بی بی زینب بنت علی رضی اللہ عنہا بھی تھی۔ جب یہ معصومہ مرحومہ مظلومہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد اقدس کے پاس سے گزری تو جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں استغاثہ کیا اور کہا **یا محمداہ یا محمداہ ھذا حسین بالعراء مزمل بالد ماء منقطع الاعضاء یا محمداہ** یہ تھا نداء غائبانہ جس کا اثر یہ ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد کوفہ میں مرض جدری ایسی شدت سے عارض ہوئی کہ بہت لوگ تباہ ہو گئے اور ہزار یا پانچ سو آدمی تو اس سے نابینا ہو گئے جو اکثر سیدالشہداء کے محاربین یا ان کے لواحقین میں سے تھے۔

(مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام وحِرز الصراط ص ۱۱)

نظیر نہم:

دلائل الخیرات جو کہ نہایت مقبول و منظور ورد اور معمول و شہود وظیفہ ہے جو ہر چہار سلسلہ میں مروج ہے۔ بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ میں تو لازمی قرار دیا گیا ہے اور حرمین شریفین میں عرصہ دراز تک اس کا درس جاری رہا ہے۔ اس میں کلمات طیبات ذیلہ ہیں جن میں خطاب و آداء غائبانہ بسرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود وہ یہ ہیں اللھم انی اسئلك و اتوجه الیك بحبیبك المصطفیٰ عندك یا حبیبنا یا محمد انا نتوسل بك الی ربك فاشفع لنا عند المولی العظیم یا نعم الرسول الطاھر اللھم شفعه فینا بجاھه عندك (دلائل الخیرات، ص ۱۶۶)

من عینہ دیکھئے یہاں ندا غائبانہ بھی موجود اور خطاب بھی اور لطف یہ ہے کہ ان تمام کلمات میں نہ کہیں صلوٰۃ کا ذکر ہے اور نہ ہی سلام کا۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ ندا خطاب کے جواز کے لیے صلوٰۃ والسلام کے ضمن میں ہونا ضروری نہیں۔ اب اگر ندا غائبانہ و خطاب شرک و کفر ہے تو العیاذ باللہ تمام مشائخ خصوصاً نقشبندیہ و دیگر صالحین جن کا روزانہ وظیفہ ہے مشرک قرار دیے جائیں یا جو اصحاب طریقت اپنے مریدوں کو اس کے پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں معاذ اللہ وہ شرک کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

نظیر دہم:

اب فقہاء حنفیہ کی تصریح بھی سن لیجیے علامہ محقق حلبی حنفی نے بحث میں لکھا ہے کہ یہ دعا بعد وضو مکمل کے پڑھنی چاہیے اللھم اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة صلی اللہ علیه وسلم یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللھم فشفعه فی۔ (کبیری شرح منیۃ المصلی، صلوۃ الحاجۃ ص ۳۷۱)

اس میں بھی وہی خطاب و ندا غائبانہ موجود جس کی تعلیم فقہاء محققین کر رہے ہیں۔

نظیر یازدہم:

طبرانی نے معجم کبیر میں بسند صحیح روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت امیر عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی کسی حاجت کے لیے آتا جاتا مگر امیر المومنین اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس شخص نے عثمان بن حنیف کو اس کا تذکرہ کیا۔ حضرت عثمان بن حنیف نے کہا کہ تم پہلے وضو کرو پھر مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ بعد اس کے یہ کلمات طیبہ پڑھو اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه واله وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك على ليقضى حاجتی اللهم فشفعه فی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب حسب معمول حضرت امیر عثمان کے دروازہ پر گیا تو دربان محبت کے ساتھ اس کے بازو سے پکڑ کر حضرت امیر عثمان کے پاس لے گیا۔ امیر عثمان نے اس کی بہت خوشامد سے اس کی حاجت روائی کی اور ساتھ ہی فرمایا کہ آئندہ کوئی حاجت بھی ہو فوراً میرے پاس چلے آنا۔ (معجم کبیر)

یہ ہیں نداء غائبانہ کی برکات۔

نظیر دوازدہم:

صحیح ترمذی میں بروایت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ ایک نابینا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے کہ میری بصارت واپس آ جائے۔ آپ نے فرمایا اگر چاہو تو دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو اس میں تمہاری بہتری ہے اس نے عرض کیا دعا کرو۔ آپ نے فرمایا وضو کر کے یہ دعا پڑھو اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة يا محمد انی توجهت بك الى ربی فی حاجتی تقضى لی اللهم شفعه فی۔ چنانچہ اس نابینا نے آنحضرت کے غیبت میں ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا۔

(صحیح ترمذی، نسائی، بیہقی، ابن ماجہ)

اس حدث کو نسائی و بیہقی و ابن ماجہ نے بھی ذکر کیا ہے اور حاکم نے علی شرط الشیخین کہا ہے اور حافظ ذہبی نے اس کا اقرار کیا ہے اور ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں خاموشی سے اس کو نقل کیا ہے

اور حافظ جزری نے حصن حصین میں اور علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اور علامہ حلبی نے شرح منیہ میں اور طبرانی اور ابونعیم نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں جیسا کہ شرح مواہب زرقانی میں ہے۔ایسے محدثین کی تصریح اس حدیث کے صحیح ہونے میں کافی ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ خطاب ونداء غائبانہ بلفظ یا محمد آپ کے عہد مبارک میں آپ کی تعلیم سے ہوا شرح ابن ماجہ میں اور نیز جذب القلوب ومعجم الکبیر وغیرہا میں ہے کہ یہ خطاب ونداء بالفاظ بعد از انتقال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و عہد صحابہ میں بھی ہوا جیسا کہ نظیر نمبرا کے ضمن میں مذکور ہوا بعد ازاں حدیث میں کوئی لفظ تعیین زماں و تخصیص شخص پر دال موجود نہیں تو ان کلمات کو مشائخ کرام نے وظائف میں اور فقہاء و محدثین نے کتب فقہ کی الصلوۃ الحاجات میں عام طور پر لکھ دیا۔جس سے ثابت ہوگیا کہ جب خود شارح نے اپنی ذات مقدسہ کو وسیلہ انجاح ومرام قرار دے کر اس کی تعلیم بھی فرمادی ہے تو اس تعلیم سے امت کا ہر ایک فرد انتفاع حاصل کرسکتا ہے۔

نظیر سیزدہم:

فتوح الشام میں ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے قنسرین سے کعب بن ضمرہ کو بارادہ حلب روانہ کیا ایک ہزار سوار دے کر اور کعب بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سے پڑی اس کی پانچ ہزار سپاہ تھی۔عین لڑائی کی اثناء میں یوقنا کی پانچ ہزار سپاہ اور آ گئی۔غرض کہ ایک ہزار فوج اسلام کی لڑائی پانچ ہزار سپاہ کفار سے مقابلہ ہوگیا۔اس وقت مسلمان جانبازیاں کررہے تھے۔اور کعب بن ضمرہ نہایت بے آرام و بے چین گرد آواز دیتے اور پکارتے یا محمد یا محمد یا انصار اللہ انزل اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے یا معشر المسلمین اثبتو فانما ھی ساعۃ و انتم الاعلون۔نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانان کو فتح حاصل ہوئی اور کفار شکست کھا کر مغلوب ومقہور ہوئے۔یہ ہے نداء غائبانہ کے اثار جس کو صحابہ کبار نے سینکڑے کوسوں سے آپ کو پکارا۔(فتوح الشام ص ۲۹۸)

نظیر چہاردہم:

مصباح الظلام فی المستغثین بخیر الانام میں بروایت حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ مروی ہے

کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر جب تین روز گزر گئے تو ایک اعرابی آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گر پڑا اور قبر کی مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا ہم نے اسے سنا اور جیسے آپ نے اللہ تعالیٰ سے حفظ کیا ہم نے آپ سے حفظ کیا اور جو قرآن آپ پر نازل ہوا ہے اس کی ایک آیت یہ ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (سورۃ نساء، ٦٤) ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کی خدمت شریف میں صرف اسی لیے حاضر ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں آپ ہمارے لیے مغفرت چاہیے۔ اسی وقت قبر شریف سے آواز آئی کہ یقیناً تمہاری مغفرت ہو گئی

(مصباح الظلام فی المستغثین بخیر الانام و سیلہ جلیلہ، ص ١٠١)

یہ ہیں خطاب و نداء غائبانہ کے افادات۔

نظیر پانزدہم:

امام بیہقی و ابن ابی شیبہ نے مالک دار خازن امیر عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایام خلافت حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدینہ منورہ میں قحط شدید عارض ہوا تو ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار مقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اپنی اُمت کے لیے جناب الٰہی میں بارش کا سوال کیجیے۔ کیونکہ امت ہلاک ہو رہی ہے تو اس شخص کو حضور نے خواب میں فرمایا کہ عمر کو میرا سلام کہہ دیں اور کہیں کہ بارش ہو گی اور زیرکی سے کام لینا جب یہ واقعہ امیر عمرؓ کو پہنچا تو بہت روئے اور کہا کہ اے پروردگار ہم قصور نہیں کرتے مگر اس چیز میں جہاں ہم عاجز ہوں۔ (خلاصۃ الوفا)

نوٹ: نظیر نمبر ١٤ و ١٥ پر اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ مزار مقدس پر جو شخص ندا یا خطاب کرتا ہے یہ خطاب یا ندا غائبانہ کی صورت میں نہیں بلکہ نداء حاضرانہ ہے اس کو ندا غائبانہ میں شمار کرنا تعسف ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ غائب کا معنی ہے ما غاب عن الحس جیسا کہ مسافت بعیدہ کی وجہ سے غائب کہا جاتا ہے اسی طرح مدفون و مقبور کو بھی بوجہ غائب عن الحس ہونے کے غائب کہا جاتا ہے تو ندا غائبانہ متحقق۔

یہ جملہ نظائر بطور مشت نمونہ خروارے وقطرہ از ابحارے وذرہ از قنطارے اگر جملہ بالاستیفاء ذکر کیے جائیں تو دفتر وسیع مرتب ہو جس سے قارئین کرام کے ملال کا اندیشہ لاحق۔ خصوصاً جبکہ اہل انصاف وحق پرست کو اس قدر سے بخوبی تسلی حاصل ہوسکتی ہے۔تو تطویل لا طائل وتحصیل حاصل بے سود۔واللہ الهادی

اب نداء غائبانہ جو بضمن اشعار قدیم الایام سے اکابر اُمت مرحومہ میں مروج ہے اس کو بھی بطور تتمہ کے ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ندا غائبانہ سلف صالحین میں معیوب نہ تھا اور نہ ہی خلف محققین میں۔

گو کہ منکرین اس ندا غائبانہ جو بضمن اشعار واقع ہے اس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ ندا شاعرانہ مذاق سے ہوا ہے۔اس کا کوئی اعتبار نہیں لیکن اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جو الفاظ شرکیہ یا کفریہ ہوں وہ نہ نثراً جائز ہیں اور نہ ہی نظماً۔خصوصاً ان اشعار کے قائل فردوسی طوسی نہیں بلکہ پیشوایان دین ومقتدایان اسلام جن کے حق میں ترک مستحب بھی محظور اور جن کیلئے کہا گیا حسنات الابرار سیئات المقربین۔

نظیر اوّل:

جذب القلوب الی دیار المحبوب میں حضرت شیخ محدث دہلوی نے لکھا ہے محمد بن حرب کہتا ہے کہ حضور کے انتقال کے بعد میں مدینہ شریف میں آیا اور مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہو کر وہاں بیٹھ گیا۔ناگہاں ایک اعرابی آیا اور زیارت سے مشرف ہو کر کہا یا خیر الرسل حق تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب بھیجی اور اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۝ (سورۃ نساء،۶۴)

اب میں اپنے گناہوں سے استغفار اور آپ سے مستشفع ہو کر آیا ہوں اور روتا ہوا یہ اشعار پڑھے:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ

لقد طاب من طیبھن القاع والاکم

نفسی الفداء بقبر انت ساکنه

فیه العفاف وفیه الجود والکرم

(جذب القلوب الی دیار المحبوب)

محمد بن عرب کہتا ہے کہ جب وہ اعرابی چلا گیا تو خواب میں مجھے حضور کی زیارت نصیب ہوئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس اعرابی کو ملو اور اسے بشارت دو کہ حق تعالیٰ نے میری سفارش کے سبب تیرے سب گناہ معاف کردیے ہیں۔ یہ ہے ندا غائبانہ کے اثرات۔

نظیر دوم:

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے جو حضور کے فضائل میں قصیدہ کہا ہے اور اب تک وہ قصیدہ عام طور پڑھا جاتا ہے اس کا ایک شعر یہ ہے:

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة

سواك بمغن عن سواد بن قارب

اس میں خطاب صریح بسید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نداء اشارۃ موجود علی ہذا القیاس۔ اگر اسی طرح نداء غائبانہ کے نظائر لکھتے جائیں تو ایک دفتر طویل بن جائے گا جس سے ناظرین کرام کو ملام لاحق حال ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اسی قدر پر اکتفاء کرنا انسب ہے۔ اب نداء غائبانہ کے نظائر جو اشعار کے ضمن میں مقتدایان امت سے واقع ہوئے ہیں بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہیں۔

نظیر اول:

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے انتقال کے بعد جو اشعار فراقیہ کہے ہیں ان میں سے یہ شعر بھی ہے جس میں نداء وخطاب دونوں موجود ہیں۔

فواللہ ما انساك احمد ما مشت

بی العیش یوماً وجاوزت وادیاً

نظیر دوم:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو آپ کے فراق میں اشعار کہے ہیں انہی سے یہ شعر بھی ہے جن میں نداء غائبانہ اور خطاب دونوں موجود

رسول الله ضاق بنا الفضاء

وجل الخصب و انقطع الاخاء

رجوتك يا ابن امنة لانی

محب و المحب له الرجاء

حضرات یہ ذوق اور مومن کا کلام نہیں جو مبالغہ وشاعریت پر محمول کیا جائے بلکہ یہ کلام ایسے لوگوں کی ہے جو واقعیات کو اشعار کے پیرائے میں بیان فرماتے تھے۔

نظیر سوم:

حضرت یحیٰی صرصری رحمتہ اللہ علیہ جو ابن تیمیہ کے جدّ مجدد دین کے ہم زمان تھے۔ اور ابن تیمیہ نے اپنی کتاب انتصار میں ان کی بڑی تعریف کی ہے۔ وہ اشعار ذیلہ ملاحظہ ہوں۔

الا يا رسول الله انت وسيلتی

الی الله ان ضاقت بما رمت حيلتی

وانت نصيری فی خطوب تتابعت

علیّ و ذخری عند فقری و عيلتی

يا سيدی يا رسول الله يا سندی

فی كل خطب ثقيل موجع الم

فأستغفرالله لی يا من اذانزلت

فی شدة انجو فيه من النقم

نظیر چہارم:

ایک شعر یہ ہے

یا اکرم الخلق مالی من الو ذبہ

سواك عند حدوث الحادث الصمم

بعض شراح اس قصیدہ کے لکھتے ہیں کہ شیخ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ پر ایسے وقت میں فالج گرا کہ وہ ایک جنگل میں تھے۔ کوئی ان کا رفیق معاون نہ تھا۔ شیخ نے اسی حالت میں یہ قصیدہ تصنیف کیا۔ جب قصیدہ تمام ہو گیا خداوند کریم کا سجدہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی درگاہ میں نہایت تضرع سے یہ پڑھا یا اکرم الخلق الخ۔ جب یہ قصیدہ پورا پڑھ گئے تو سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تکلف سے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اسی وقت شفایاب ہو گئے۔

نظیر پنجم:

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہ قصیدہ مشہور ہے۔

یا حبیب الا لہ خذ بیدی

ما لفجری سواك مستندی

اعتصامی سوا جنابك لی

لیس یا سیدی الی احدی

غیر عرواك لیس فی الدارین

لعلیل الذلیل معتمد

کن رحیماً لذاتی واشفع

یا شفیع الوری الی الصمد

نظیر ششم:

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جو موجودہ تمام نقشبندیوں کے دادا پیر ہیں اپنے ایک قصید میں اس طرح فرماتے ہیں۔

گفت مظہر غزلی بہر جگر گوشۂ تو
غوث اعظم مددے قبلہ پاکاں مددے

نظیر ہفتم:

حضرت مولانہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔

رسول الله يا خير البرايا
نوالك ابتغی يوم القضاء
اذا ما حل خطب مد لهم
فانت الحصن من كل البلاء
اليك توجهی و بلك استنادی
و فيك مطامعی و بلك ارتجائی

نظیر ہشتم:

حضرت شیخ محدث محقق عبدالحق دہلوی اپنے ایک قصیدے میں لکھتے ہیں

بھر صورت که باشد یا رسول الله کر م فرما
بلطف خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن

نظیر نہم:

حضرت شاہ ابوالمعالی قاری لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ہر نبودے یا رسول اللہ ذات پاک تو
هیچ پیغمبر ندیدے دولت پیغمبری

نظیر دہم:

حضرت مولانا عارف جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

ای بسر پردۂ یثرب بخواب
خیز که شد مشرق و مغرب خراب
ز مهجوری برامد جان عالم
ترحم یا نبی الله ترحم

نظیر یازدہم:

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و دیگر علماء ہندوستان کے پیر طریقت حضرت جناب مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حنفی چشتی صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس وقت آپ حج کر کے ہندوستان واپس تشریف لائے اس وقت قصیدہ فراقیہ لکھا جس کے دو بیت یہاں لکھے جاتے ہیں۔

اگر چہ ہوں نہ قابل وہاں کے پر امید ہے تم سے
کہ مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم ہے چھڑاؤ یارسول اللہ

نظیر دوازدہم

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ دیوبند جن کے علماء دیوبند بلکہ یہ فرقہ ملاحدہ بھی نہایت معتقد ہیں۔ اپنے ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں:

تیرے طفیل سے اتنی تو ہو گئی تخفیف
بشر گناہ کریں اور ملائک استغفار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

نظیر سیزدہم:

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیر دیوبندی نے ایک قصیدہ دالیہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان عالی میں لکھا جس کا آخری بیت یہ ہے:

وز جناب وے رضا بر احقران مبتہام
خاصہ آں احقر کہ افقر ست از جملہ انام
مستغیث است الغیاث ای سرور عالی مقام
در صلہ از بارگاہست درنشیند ایں قصید

غرض اگر اکابر اُمت مرحومہ سے خطاب وندا سرور انبیاء صلی اللہ علی وسلم جو بحالت غیوبیت بست صادر ہوئے ہیں تمام کے تمام لکھے جائیں تو ایک طویل کتاب بن جائے گی۔ لہٰذا بطور نمونہ اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ واللہ الہادی

حررہ المسکین احمد الدین عفا اللہ عنہ گانگوی